ماہنامہ **جامعۃ الرشاد** اعظم گڑھ

کا

ایک تعارفی جائزہ

اصغر نیازی

جامعہ الرشاد اعظم گڑھ یوپی بھارت کے ترجمان علمی، دینی، اصلاحی و تبلیغی ماہنامہ "الرشاد" کے نگران اور مدیر حضرت مولانا مجیب اللہ ندوی مدظلہ العالی ستمبر اکتوبر ۱۹۸۳ء کے اداریہ "رشحات" کا آغاز شیخ سعدیؒ کے صدیوں پہلے کہے ہوئے اس شعر سے کر کے ترقی یافتہ ممالک کی طالع آزمائیوں پر گرفت کرتے ہیں؛

؎ تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

لیکن اس ملامتِ دیگراں سے ان کا اصل مقصود شکایت دلبراں ہے وہ دنیائے اسلام کے اربابِ حل وعقد اور اہلِ دین و دانش کی غفلت کیشیوں کا ذکر کر کے انہیں اپنی بے پناہ صلاحیت اصلاح کا احساس ان الفاظ میں دلاتے ہیں۔

"اس صورت حال کی بڑے پیمانے پر اصلاح کی اگر کچھ توقع ہو سکتی تھی تو دنیا کی اسلامی حکومتوں اور ہمارے دینی طبقہ سے۔ مگر اسلامی ممالک

خود آپسی اختلاف اور اخلاقی زوال کا شکار ہیں .... اور محدود پیمانے پر یہ کام ہمارا دینی طبقہ کر سکتا تھا مگر ہمارے دینی حلقے بھی شیخ سعدیؒ کے مذکورہ شعر کے پورے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے ارد گرد کے ماحول میں دینی حلقوں کے لیے بے شمار کام پھیلے ہوئے ہیں جن کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی ساری توانائی اس پر صرف کر دیں۔"

ایک درد مند عالم دین کی حیثیت سے سب سے پہلے وہ خود اس تقاضے پر آگے بڑھ کر لبیک کہتے ہیں بلکہ ساری توانائیاں اسی کام میں کھپا کر اس حدیث کا مصداق نظر آتے ہیں۔

اعملوا فکل میسر لما خلق لہ

عمل کیے جاؤ ہر شخص جس لیے پیدا کیا گیا اس کے لیے وہ آسان ہو جائیگا۔

جہاں تک اصلاح احوال المسلمین کا تعلق ہے تو اور سب کچھ کے علی الرغم تنہا جامعۃ الرشاد کے قیام اور تسلی بخش انتظام و انصرام کا کارنامہ ہی ان کے حسنِ عمل کی شہادت کے لیے کافی ہے۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے "الرشاد" کے نام سے ایک علمی اور دینی مجلہ شائع کر کے اہلِ پاکستان کے دلوں کو موہ لیا ہے۔

مولانا موصوف کی تحریروں میں جو عمق، پختگی اور سلاست ہے اس کا سب کو اعتراف ہے۔ البتہ اس سلسلے میں ایک مشکل تھی جو بحمداللہ اب دور ہو گئی ہے وہ یہ کہ مولانا کی تحریریں پاکستان میں دستیاب نہیں تھیں۔ چند ماہ قبل ڈائرکٹر ریسرچ سیل و مدیر "منہاج" مولانا ہاشمی صاحب اپنے اعزاء سے ملنے ہندوستان گئے تو اس دوران انہوں نے مولانا مجیب اللہ ندوی صاحب سے بھی شرف ملاقات حاصل کیا اور مولانا نے انہیں دار التالیف والترجمہ جامع الرشاد کی کچھ

مطبوعات کے علاوہ مجلہ الرشاد کے چند شمارے بھی مرحمت فرمائے۔ علوم سرحدوں کے اندر محدود نہیں ہوتے، بالخصوص ایسے غیر سیاسی اور خالص دینی علوم۔ اسی لیے ہم مولانا ندوی کے ایک مقالہ "اسلام اور بین الاقوامی تصورات" کی ایک قسط کو اگلے شمارے میں شامل کر رہے ہیں۔

یہ مقالہ اس قدر بھرپور اور ہمہ گیر ہے کہ اس کے بالاستیعاب مطالعے کے بعد اسلام کی کامل و مکمل آفاقیت، بے عیب کلیت اور لازوال قطعیت کے بارے میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ مجلہ الرشاد کے مطالعہ سے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اسے پاکستان کے دین و دانش سے لگاؤ رکھنے والوں سے متعارف کرایا جائے تاکہ انہیں یہ احساس ہو کہ دین متین کے متوالے کیسے کیسے نامساعد حالات میں اسلام کا پرچم سربلند رکھنے کے لیے اپنی سی کوششیں کمال ہمت و حوصلے سے جاری رکھے ہوئے ہیں مولانا ایک پرچے میں لکھتے ہیں . . . . .

"اور خاص طور پر علماء اور تعلیم یافتہ مسلمان، چاہے کتنے محدود پیمانے پر ہی سہی کچھ نہ کچھ اخلاقی اصلاحی کی مثال قائم کر سکتے تھے مگر افسوس کہ پورے ہندوستان میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے علاوہ کوئی اس کی کسک محسوس نہیں کر رہا"۔ . . .

سچ ہے ہندوستان میں جب تک مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور مولانا مجیب اللہ ندوی جیسے درد آشنا دردمند اہل علم و فضل موجود ہیں، حکومت وقت اور "اکثریتی طبقے" کے شدید معاندانہ طرز فکر و عمل کے باوجود حق کی آواز کو دبایا نہیں جا سکتا۔

مولانا مجیب اللہ ندوی اپنے مضمون کوائف جامعۃ الرشاد میں رقمطراز ہیں؛

" پاکستان سے آئے ہوئے کئی مہمان بھی راقم الحروف سے ملنے اور مدرسہ دیکھنے آئے ان میں مولانا سید محمد متین ہاشمی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جو مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور کے ڈائریکٹر ہیں اس ادارہ نے ایک درجن سے زیادہ علمی و دینی کتابیں شائع کی ہیں اور جس کے تحت ایک سہ ماہی رسالہ منہاج کے نام سے نکل رہا ہے۔ موصوف نے از راہِ کرم منہاج کے متعدد شمارے اور کئی کتابیں ادارہ کو عنایت کیں اور انہوں نے یہ بھی پیشکش کی کہ راقم الحروف کی جو کتاب بھی انہیں مل جائے گی وہ بڑے شوق کے ساتھ اسے شائع کریں گے ان حضرات سے پاکستان کے حالات پر بھی گفتگو ہوئی جس سے اندازہ ہوا کہ بھٹو کے دَور میں پاکستان کے اندر جو بہت سی سیاسی معاشی معاشرتی اور دینی خرابیاں بلکہ گمراہیاں پیدا ہوگئی تھیں جنرل ضیاالحق نے بڑی حکمت سے انہیں دور کر دیا ہے یا کم از کم وہ دب ضرور گئی ہیں۔ پاکستان میں خودغرض سیاسی لوگوں نے جو تحریک چلا رکھی ہے وہ بالکل بے اثر ہے اس کا شور شرابا زیادہ تر بی بی سی کے ریڈیو اور ہندستان کے اخبارات ہی میں نظر آتا ہے۔ ہندوستان کے اخبارات جمہوریت کی دہائی دے رہے ہیں لیکن موجودہ دور میں جمہوریت سے زیادہ قیمتی چیز ملک کا امن و امان، اسلامی قدروں کی ہمت افزائی اور معاشی خوشحالی ہے اور یہ چیز جنرل محمد ضیاء الحق کے دَور میں زیادہ ہے "...

مولانا نے ایک اور تاریخی و تحقیقی موضوع جو بہت حد تک متنازع اور مختلف فیہ ہے، پر بھی قلم اٹھایا ہے میری مراد ان کے قسط وار مضمون " سرمد

اوران کی رباعیاں" سے ہے۔ لیکن مولانا نے ہر طرح کے لاگ اور لگاؤ سے دامن بچاتے ہوئے اس پُراسرار شخصیّت کے حالات وکیفیات پر اس دور کی تاریخ اور سرمد کی اپنی رباعیوں کی روشنی میں محققانہ بحث کی ہے یہ مضمون پڑھ کر یہ احساس قوی تر ہو جاتا ہے کہ تاریخ کے قاری کے لیے مثبت اور احسن طرزِ فکر وہی ہے جس کی بنیاد براہ راست تحقیق اور مطالعہ پر ہو اور اسے کسی کا محض سنی سنائی پر حامی یا فی سبیل اللہ مخالف بن بیٹھنا کسی صورت زیب نہیں دیتا۔

"الرشاد" کی گونا گوں علمی خدمات کا ایک اور متبرک پہلو یہ ہے کہ اس نے عام انسانی محاسن اور اخلاق کے بارے میں ایک بے حد مفید سلسلہ شروع کر رکھا ہے مثلاً اسی شمارے میں "امانت وخیانت" کے موضوع پر ایک جامع مضمون شاملِ اشاعت ہے جس میں امانت وخیانت پر شخص اور معاشرہ کے حوالہ سے نتائج واثرات کے ساتھ ساتھ دین وفقہ کی روشنی میں ان کی قانونی اور فقہی حیثیت پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ مقالہ فرد اور جماعت کی معاشی اور کاروباری زندگی کے لیے اسلام کی ہدایات کا دل آویز مرقع ہے۔

آخر میں جامعۃ الرشاد شعبہ انگریزی کے استاذ ماسٹر عتیق الزمان ایم۔ اے کی قلمی خدمات کا اعتراف بے حد ضروری ہے۔ موصوف کے تراجم بڑی باقاعدگی سے الرشاد کے صفحات کی زینت بن رہے ہیں موجودہ شمارے میں ان کے ترجمے کا عنوان ہے "عیسائی کا اصل مفہوم" اس میں انھوں نے عیسائیت کی پہچان کے ضمن میں ان غلطیوں کی طرف توجہ دلائی ہے جو آج کل مسلمانوں میں غلط العام ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

"انہوں (مسلمانوں) نے عیسائیوں کو نصاریٰ سمجھ رکھا ہے اور عہد نامہ

جدید کو بھی مقدس مان لیا ہے ان دونوں موہومات کا تنقیدی جائزہ لینا چاہیے اور اگر ضروری سمجھا جائے تو انہیں چیلنج کیا جائے۔"......

میرے خیال میں اس تحقیقی ترجمے کی روشنی میں مسلمانوں کو اہل مغرب کی مذہبی حیثیت کے بارے میں اپنا رویہ یکسر بدلنا ہوگا تاکہ تہذیبِ مغرب سے مرعوبیت کے گمراہ کن اثرات کا قلع قمع ہو سکے کیونکہ اس پہلو سے ان کے لیے مسلمانوں کے دلوں میں نرم گوشہ کا پیدا ہو جانا ان کی دینی اور مذہبی حیثیت کے لیے بڑا خطرناک ہے اور بقول فاضل مترجم اب مسلمانوں کو عقیدہ اور عمل کے استحکام کے لیے اپنے اور دوسروں کے بارے میں زیادہ حقیقی اور تحقیقی معلومات کی ضرورت ہے۔

مختصر یہ کہ "ماہنامہ الرشاد" نہایت بلند پایہ اور قابلِ قدر علمی و تحقیقی رسالہ ہے کاش کہ مقالات کے معیار کے مطابق پروف ریڈنگ بھی معیاری ہوتی۔ جس کی کسی قدر کمی محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے اس وعدہ کے مطابق مولانا مجیب اللہ ندوی اور ان کے رفقاء کار جیسے اہل دل بزرگوں کی راہیں آسان فرمائے جو اس تیرہ و تار دور میں علم اور قلم کی شمعیں جلائے ہوئے ہیں: والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔

ؔ از منصبِ عشق سرفرازم کردند
وز منت خلق بے نیازم کردند
چوں شمع دریں بزم گدازم کردند
از سوختگی محرم رازم کردند

(سرمد)